حج بیت اللہ اور عمرہ
کے متعلق
چند

# اُہم فتاوی


از
جناب فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
مفتی اعظم سعودی عرب



وقف للہ تعالی
١٤١٢ ھ

حج بیت اللہ اور عمرہ

کے متعلق

چند

# اہم فتاوی

از


جناب فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

مفتی اعظم سعودی عرب



وقف للہ تعالیٰ

١٤٠٩ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اور درود و سلام ہو اللہ کے رسول محمد، اور آپ کے آل و اصحاب پر، اور ان تمام لوگوں پر جنہوں نے آپ کی راہ اختیار کی۔ اما بعد بعض مسلمان بھائیوں نے حج اور عمرہ سے متعلق چند سوالات کئے ہیں، جن کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں۔ اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمان بھائیوں کو ان سے فائدہ پہنچے، اور اللہ ان کو دین کی سمجھ دے۔ اللہ ہی دعاؤں کا سننے والا، اور اپنے بندوں کے قریب ہے۔

سوال ۔۱ نُسک (اعمال حج و عمرہ) کی تین قسمیں کون سی ہیں ۔ انہیں کیسے ادا کیا جاتا ہے ۔ اور حج کی کون سی قسم افضل ہے؟

جواب۔ اہل علم نے نُسک یعنی اعمال حج کی تین صورتیں بتائی ہیں، اور ان میں سے ہر صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔

پہلی صورت: صرف عمرہ کا احرام باندھنا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ عمرہ کرنے والا: اللھم لبیک عمرۃً یا لبیک عمرۃً یا اللھم انی اوجبت عمرۃً کہے۔ اس کا مشروع طریقہ یہ ہے کہ اگر عمرہ کرنے والا مرد ہے تو اپنے سلے ہوئے کپڑے اتار دے، ناف کے نیچے

کے بال صاف کرے، بغل کے بال صاف کرے، ناخن تراشے، اور مونچھوں کے بال کاٹے۔ اس کے بعد نہائے (اس لئے کہ نہانا شرعی طور پر مطلوب ہے) خوشبو لگائے، اور پھر احرام کے کپڑے پہنے۔ یہی افضل طریقہ ہے۔

عورت کے لئے احرام کا کوئی خاص کپڑا نہیں، کوئی بھی کپڑا پہن کر احرام کی نیت کر سکتی ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ اس کے کپڑے جاذب نظر، خوبصورت، اور ایسے نہ ہوں جن سے دیکھنے والے فتنہ میں مبتلا ہوں۔

اگر محرم (اللھم لبیک عمرۃً) کے بعد یہ کہنا چاہے کہ: اگر (راستہ میں) کوئی مانع پیش آگیا تو میرا احرام وہیں پر کھل جائے گا۔ یا یہ کہے کہ: یا اللہ میری طرف سے اس عمرہ کو قبول کر۔ یا یہ کہ: یا اللہ اسے اچھی طرح ادا کرنے میں میری مدد کر، تو کوئی حرج

نہیں۔

اگر محرم یہ کہے کہ: اگر مجھے کوئی مانع پیش آگیا تو میرا احرام وہیں پر کھل جائے گا، یا اسی طرح کی کوئی اور عبارت کہے۔ اور اس کے بعد کسی حادثہ کی وجہ سے عمرہ کے اعمال پورا نہ کر سکا، تو اس کے لئے احرام کھول دینا جائز ہوگا، اور اس پر کوئی جرمانہ واجب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ضباعہ بنت الزبیر بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ میں بیمار ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ حج کی نیت کرو اور یہ شرط کر لو کہ اگر بیماری نے مجھے کسی جگہ روک دیا تو میرا احرام وہیں کھل جائے گا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

بنا بریں اگر کوئی عورت عمرہ کے لئے روانہ ہوتی ہے، اور یہ شرط لگاتی ہے۔ اس کے بعد اسے ماہواری آجاتی ہے، اور ہمراہیوں کی وجہ سے طہارت

کے وقت تک انتظار نہیں کر سکتی، تو اس کے لئے یہ شرعی عذر ہوگا، اور احرام کھول دینا جائز ہوگا۔

اسی طرح اگر محرم کو کوئی بیماری ہو جائے، یا کوئی ایسا حادثہ لاحق ہو جائے جو اسے عمرہ کے اعمال پورے نہ کرنے دے (تو یہ عذر شرعی ہوگا، اور احرام کھول دینا جائز ہوگا)۔

یہی حکم حج کا بھی ہے، جو نسک کی دوسری صورت ہے۔ حج کرنے والا یوں کہے: اللھم لبیک حجاً یا لبیک حجاً یا اللھم قد اوجبت حجاً۔ لیکن افضل یہ ہے کہ اس تلبیہ کی ادائیگی، غسل، خوشبو اور احرام کا کپڑا پہن لینے کے بعد ہو، جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ان امور میں حج اور عمرہ کا ایک ہی حکم ہے۔

مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے سنت یہی ہے کہ احرام کی نیت غسل، خوشبو اور ان کاموں کے بعد کرے جو احرام کے وقت کرنے کے ہیں۔ اور اگر یہ

کہنے کی ضرورت محسوس کرے کہ میرا احرام وہیں کھل جائے گا جہاں کوئی مانع پیش آئے گا، تو عمرہ کرنے والے کی طرح اس کے لیے بھی ایسا کہنا جائز ہے۔

اگر آدمی نجد، طائف یا مشرق کی طرف سے آیا ہے تو طائف کے میقات سیل یا وادی قرن سے احرام باندھے۔ اگر کسی نے میقات سے پہلے ہی احرام کی نیت کرلی تو بھی نیت واقع ہو جائے گی اور اس کی پابندی ضروری ہوگی۔ لیکن ایسا کرنا مناسب نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات سے احرام کی نیت کی تھی، چنانچہ سنت یہی ہے کہ جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھے۔

اگر کسی نے اپنے گھر میں، یا میقات پر پہنچنے سے پہلے راستہ میں کسی جگہ غسل، خوشبو اور دیگر امور سے فراغت حاصل کرلی، اور احرام کی نیت اور ان

امور کے درمیان کوئی زیادہ وقفہ نہیں گزرا ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

جمہور اہل علم کی رائے ہے کہ احرام سے قبل دو رکعت نماز پڑھنی مستحب ہے۔ ان کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ: میرے پاس میرے رب کا فرشتہ آیا اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیے، اور کہیے کہ میں حج کے ساتھ عمرہ کا ارادہ بھی کرتا ہوں۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے، اور یہ واقعہ وادئ ذی الحلیفہ کا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کے بعد احرام کی نیت کی تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نماز کے بعد احرام کی نیت کرنا افضل ہے۔

جمہور کی یہ رائے اچھی ہے، لیکن احرام کے لیے نماز پڑھنے کے بارے میں کوئی نص صریح یا کوئی صحیح حدیث نہیں پائی جاتی۔ اس لیے اگر کوئی شخص پڑھتا

ہے، تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کسی نے وضو کیا، اور وضو کی سنت کے طور پر دو رکعت نماز پڑھ لی، تو یہی دو رکعتیں احرام کے لیے بھی کافی ہوں گی۔
نُسک کی تیسری صورت یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی ایک ساتھ نیت کی جائے۔ ایسی صورت میں حج کرنے والا کہے: اللھم لبیک عمرۃً و حجاً یا اللھم لبیک حجاً و عمرۃً۔ یا ایسا کرے کہ میقات پر صرف عمرہ کے لیے تلبیہ کہے اور پھر راستہ میں حج کی بھی نیت کر لے، طواف کرنے سے پہلے حج کے لیے تلبیہ کہے۔ اسے حجِ قِران کہتے ہیں، یعنی حج اور عمرہ کو جمع کرنا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حجِ قِران کی نیت کی تھی۔ جیسا کہ حضرت انس، حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خبر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں (ھدی) یعنی قربانی کے جانور ساتھ لے

گئے تھے۔ اس لیے قربانی کا جانور ساتھ لے جانے والے کے لیے یہی افضل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص جانور ساتھ نہیں لے گیا ہے تو اس کے لیے افضل حج تمتع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی آخری فیصلہ تھا، چنانچہ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اور طواف اور سعی سے فارغ ہو گئے، تو حج قِران یا حج افراد کرنے والے صحابہ کو حکم دیا کہ صرف عمرہ کریں۔ تو لوگوں نے طواف و سعی کیا اور بال کٹوا کر حلال ہو گئے۔ اور اس طرح یہ بات طے پا گئی کہ حج تمتع افضل ہے اور یہ کہ اگر قارن یا مفرد پہلے عمرہ کی نیت کر لیتا ہے تو وہ متمتع ہو جائے گا۔ یعنی اگر حج اِفراد یا قِران کی نیت کرتا ہے، اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لاتا ہے، تو امرِ شرعی یہ ہے کہ طواف و سعی اور بال کٹوانے کے بعد حلال ہو جائے گا، اور اس کا حج، حجِ تمتع میں بدل جائے گا، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم

دیا اور فرمایا کہ جو کچھ مجھے اب معلوم ہوا ہے، اگر پہلے معلوم ہوا ہوتا تو قربانی کا جانور نہ لاتا اور پہلے عمرہ کی نیت کرتا۔ اگر عمرہ کی نیت سے آنے والا حج کا ارادہ نہیں رکھتا تو اسے معتمر (عمرہ کرنے والا) کہتے ہیں۔ کبھی اسے متمتع (عمرہ اور پھر حج کرنے والا) بھی کہا جاتا ہے، جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہے۔ لیکن فقہاء کی اصطلاح میں اس کو معتمر ہی کہا جائے گا، اگر اس نے حج کی نیت نہیں کی ہے، بلکہ ماہ شوال یا ذی القعدہ میں صرف عمرہ کی نیت سے آیا ہے، پھر اپنے ملک کو واپس چلا جائے گا۔

اگر اس کے بعد مکہ مکرمہ میں حج کی نیت سے ٹھہر جاتا ہے، تو متمتع ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص رمضان یا غیر رمضان میں عمرہ کی نیت سے آیا ہے تو اس کو معتمر کہا جائے گا۔ اور عمرہ بیت اللہ کی زیارت کو کہتے ہیں۔ متمتع اس کو کہتے ہیں جو رمضان

کے بعد (حج کے مہینوں میں) عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو اور حج کا ارادہ بھی رکھتا ہو، جیسا کہ اوپر گذر چکا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص حج قِران کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا، اور حج کے لیے انتظار کرتا رہا، اور احرام نہیں کھولا، تو اسے بھی متمتع کہا جائے گا، جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ (فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی) یعنی جو شخص عمرہ اور حج کی ایک ساتھ نیت کرے گا، وہ قربانی کرے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ قارن کو متمتع بھی کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرام سے یہی ثابت ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ (تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعمرۃ الی الحج) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ اور حج کی نیت کی اور تمتع کیا۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قِران کی نیت کی تھی۔

لیکن بہت سے فقہاء کے نزدیک متمتع وہ ہے جو عمرہ کے بعد احرام کھول دے اور آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے۔ اور اگر عمرہ وحج کو جمع کر دیتا ہے اور احرام نہیں کھولتا تو وہ قارن ہے۔ بہر کیف اگر مسئلہ واضح رہے، تو پھر اصطلاحات کی کوئی زیادہ اہمیت باقی نہیں رہتی۔

تو یہ بات واضح ہو گئی کہ متمتع اور قارن کے مسائل ایک جیسے ہیں۔ دونوں کے اوپر قربانی واجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص قربانی کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے ایام حج میں تین روزے رکھنے ہوں گے، اور سات روزے اپنے ملک واپس جانے کے بعد۔ اور دونوں ہی کو متمتع کہا جاتا ہے۔

لیکن سعی کے بارے میں دونوں کا حکم بدل جاتا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک متمتع دو سعی کرے گا۔ پہلی سعی عمرہ کے طواف کے ساتھ، اور دوسری، حج

کے طواف کے ساتھ۔ اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ (حجۃ الوداع میں) جن لوگوں نے عمرہ کے بعد احرام کھول دیا تھا، اور حج تمتع کی نیت کر لی تھی، انہوں نے دو سعی کیں۔ پہلی، عمرہ کے طواف کے ساتھ، اور دوسری حج کے طواف کے ساتھ۔ لیکن قارن صرف ایک سعی کرے گا۔ اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی کر لیتا ہے، تو وہی سعی کافی ہوگی، ورنہ پھر حج کے طواف کے ساتھ سعی کرے گا۔ جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے کہ متمتع دو سعی کرے گا۔ اور قارن ایک۔ اور یہ کہ قارن کو اختیار ہے، چاہے طواف قدوم کے ساتھ سعی کر لے۔ بلکہ یہی افضل ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کہ آپ نے طواف قدوم کے ساتھ سعی بھی کر لی تھی۔ اور چاہے تو سعی کو مؤخر کر دے اور حج کے طواف کے ساتھ

سعی کرے۔ یہ اللہ کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے سہولت پر مبنی امر ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

ایک اور مسئلہ قابل توجہ ہے، وہ یہ کہ اگر متمتع عمرہ کے بعد سفر کے لیے روانہ ہو جائے، تو کیا قربانی ساقط ہو جائے گی؟اس بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مشہور اور ثابت ہے کہ قربانی ساقط نہ ہوگی، چاہے سفر کرکے اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ جائے یا کہیں اور جائے۔ عام دلائل سے اسی رائے کی تائید ہوتی ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ اگر سفر کر کے ایسی جگہ پہنچ جائے، جہاں نماز قصر کرنی جائز ہو جاتی ہے، اور پھر حج کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ واپس آئے، تو مفرد ہو جائے گا اور قربانی ساقط ہو جائے گی۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ قربانی صرف اس وقت ساقط ہوگی جب سفر کر کے اپنے گھر والوں

کے پاس پہنچ جائے۔ حضرت عمر اور ان کے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے کہ اگر عمرہ کے بعد اپنے وطن لوٹ جائے، اور پھر حج کے لیے واپس آئے، تو مفرد ہوگا، اور قربانی واجب نہ ہوگی۔ لیکن اگر وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ کا سفر کیا ہے، مثال کے طور پر عمرہ اور حج کے دوران مدینہ منورہ، جدہ یا طائف چلا جائے، تو اس کا حکم متمتع کا ہوگا۔ دلائل کے اعتبار سے یہی رائے زیادہ بہتر اور واضح ہے۔ اس لیے کہ حج اور عمرہ کے درمیان سفر کرنے سے متمتع کا حکم ختم نہیں ہوتا، اور اسے قربانی دینی ہوگی۔ اس لیے اگر عمرہ کے بعد مدینہ منورہ، طائف یا جدہ کا سفر کرتا ہے، تو وہ متمتع ہی رہے گا۔ مفرد اسی صورت میں ہوگا کہ وطن واپس چلا جائے (جیسا کہ حضرت عمر اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے)

اور پھر میقات سے حج کی نیت کر کے لوٹے۔ اس لیے کہ وطن واپسی کے بعد عمرہ اور حج کے درمیان کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک مسلمان کے لیے احتیاط اسی میں ہے کہ وہ قربانی کرے چاہے وطن ہی کیوں نہ واپس چلا گیا ہو۔ تاکہ اس اختلاف سے بچا جاسکے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے ہے، یا ان لوگوں کی رائے جو یہ کہتے ہیں کہ مسافت قصر تک سفر کرنے سے قربانی ساقط ہو جاتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ سنت نبوی کا پورا التزام کیا جائے۔

اور اگر قربانی کی طاقت نہیں رکھتا تو ایام حج میں تین روزے رکھے اور وطن واپسی کے بعد سات روزے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ (جو عمرہ کے ساتھ حج کی نیت کرے وہ حسب استطاعت قربانی کرے) یہ حکم حج تمتع اور حج قران دونوں کے لیے ہے۔ اس لیے کہ قارن کو متمتع بھی کہا جاتا ہے، جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے۔

سوال ۔۲  ایک شخص نے حج کے مہینوں میں، مثلاً ذی القعدہ میں عمرہ کیا، پھر مدینہ منورہ چلا گیا، اور وہاں حج تک ٹھہرا رہا، تو کیا اس کے اوپر حج تمتع واجب ہوگا۔ یا تینوں صورتوں کے درمیان اسے اختیار ہے؟

جواب۔ اس پر حج تمتع واجب نہ ہوگا۔ اگر چاہے گا تو دوسرا عمرہ کرے گا اور متمتع ہو جائے گا۔ ان لوگوں کے قول کے مطابق جو یہ کہتے ہیں کہ سفر کی وجہ سے تمتع منقطع ہو جاتا ہے۔ نئے عمرہ کے بعد بہر حال وہ متمتع ہوجائے گا اور قربانی واجب ہو جائے گی۔ اور اگر چاہے گا تو صرف حج کی نیت کرے گا۔ اس صورت میں اختلاف ہے کہ وہ قربانی کرے گا یا نہیں۔ صحیح یہی ہے کہ وہ قربانی کرے گا۔ اس لیے کہ مدینہ منورہ چلے جانے سے تمتع کا حکم منقطع نہیں ہو جاتا۔ سب سے صحیح قول یہی ہے۔

سوال۔۳ اگر کوئی شخص حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ کہتے ہوئے میقات سے آگے بڑھ جاتا ہے، اور کوئی شرط نہیں لگاتا، اس کے بعد اسے کوئی مانع پیش آجاتا ہے جو اسے اس نُسک (حج یا عمرہ) کی ادائیگی سے روک دیتا ہے، تو ایسی صورت میں اسے کیا کرنا ہوگا؟

جواب۔ ایسے آدمی کو (محصر) کہا جاتا ہے، یعنی جس کو راستہ میں کوئی رکاوٹ پیش آگئی ہو۔ اسے چاہیے کہ صبر کرے، شاید کہ رکاوٹ دور ہو جائے، اور اپنا نُسک پورا کرسکے۔ وگرنہ وہ محصر ہوگا۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ جس جگہ مانع پیش آیا ہے وہیں قربانی کرے گا اور بال کٹوا کر حلال ہو جائے گا۔ چاہے مانع کوئی دشمن ہو یا کوئی اور سبب، اور چاہے وہ حرم میں پیش آیا ہو یا حرم سے باہر اور قربانی کا گوشت فقیروں میں بانٹ دے گا۔ اور اگر وہاں پر کوئی

آدمی نہ مل سکے، تو حرم یا آس پاس کے فقیروں کے درمیان تقسیم کر دے گا، اور بال کٹوا کر حلال ہو جائے گا۔ اگر قربانی کی استطاعت نہیں رکھتا تو دس روزے رکھے اور پھر بال کٹوا کر حلال ہو جائے گا۔

سوال۔۴ ایک حاجی نے میقات سے احرام باندھا، لیکن تلبیہ میں یہ کہنا بھول گیا کہ وہ حج تمتع کی نیت کر رہا ہے، تو کیا متمتع کی حیثیت سے اپنا نُسک پورا کرے گا، یعنی کیا پہلے عمرہ کر کے حلال ہو جائے گا اور پھر مکہ مکرمہ سے حج کی نیت کرے گا؟

جواب۔ اگر احرام کے وقت عمرہ کی نیت کی، لیکن تلبیہ میں کہنا بھول گیا، تو اس کا حکم تلبیہ میں عمرہ کا ذکر کرنے والے کا ہوگا۔ طواف اور سعی کرے گا،

بال کٹوائے گا اور حلال ہو جائے گا۔ اس لیے کہ تلبیہ سفر کے دوران بھی کہہ سکتا ہے۔ اور اگر تلبیہ نہ بھی کہا تو کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ تلبیہ سنت مؤکدہ ہے۔ اور اگر احرام کے وقت صرف حج کی نیت کی، اور وقت میں گنجائش باقی ہے، تو افضل یہی ہے کہ حج کو عمرہ میں بدل دے، طواف اور سعی کرے، بال کٹوائے اور حلال ہو جائے، اور متمتع بن جائے۔

سوال ۔۵ اگر کسی نے اپنی ماں کی طرف سے حج کیا، میقات پر تلبیہ حج کہا، لیکن اپنی ماں کی طرف سے تلبیہ نہ کہا، تو ایسے آدمی کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب۔ اگر اس کی نیت ماں کی طرف سے حج کرنے کی تھی، لیکن تلبیہ میں ذکر کرنا بھول گیا، تو حج اس کی ماں کی طرف سے ہو گا، اس لیے کہ وہ (تلبیہ سے)

زیادہ قوی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اس لیے اگر نیت دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی تھی، لیکن احرام کے وقت ذکر کرنا بھول گیا، تو حج اسی کی طرف سے ہوگا جس کی طرف سے نیت کی تھی۔

سوال ۔٦ کیا عورت حالت احرام میں موزے اور دستانے پہن سکتی ہے؟ اور کیا اس کے لیے احرام کے کپڑے بدلنا جائز ہے؟

جواب۔ عورت کے لیے افضل یہی ہے کہ حالت احرام میں موزے پہنے رہے، کیونکہ اس میں زیادہ پردہ ہے۔ اور اگر اس کے کپڑے ڈھیلے اور تمام بدن کو ڈھانکنے والے ہوں، تو وہی کپڑے کافی

ہیں۔ اگر احرام کے وقت موزے پہنے تھے، اور بعد میں اتار دیئے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ جیسے کہ کوئی آدمی احرام کے وقت تو جوتے پہنتا ہے، لیکن بعد میں اتار دیتا ہے، تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن عورت حالت احرام میں دستانے نہیں پہنے گی، اور نہ ہی اپنے چہرے کے لیے نقاب یا برقعہ استعمال کرے گی، اس لیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ہاں، اگر اس کے سامنے کوئی غیر محرم آجائے تو چہرے پر نقاب ڈال لینا جائز ہے۔ اسی طرح طواف اور سعی کی حالت میں چہرہ پر نقاب ڈال لینا جائز ہے۔ جیساکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایاکہ قافلے ہمارے پاس سے گذرتے تھے، اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔ جب قافلے والے ہمارے سامنے پہنچتے تو ہم میں سے کوئی کوئی اپنے سر سے نقاب چہرہ پر گرالیتی تھی، اورجب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنا چہرہ کھول

لیتیں۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مردوں کے لیے چمڑے کے موزے پہننا جائز ہے، اگرچہ وہ کٹے ہوئے نہ ہوں۔ جمہور کی رائے یہ ہے کہ ان کا اوپر سے کاٹنا ضروری ہے۔ لیکن صحیح رائے یہی ہے کہ جوتے نہ ہونے کی حالت میں ان کا کاٹنا ضروری نہیں۔ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفہ میں لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا کہ جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ پائجامہ پہن لے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے، اور اس میں آپ نے کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ موزے کا بالائی حصہ کاٹ دینے کا حکم منسوخ ہوگیا۔

سوال ۔۷ کیا احرام کی نیت زبان سے کرنی چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کی طرف سے حج کر رہا ہو، تو احرام کی کیا صورت ہو گی؟

جواب۔ نیت کی جگہ دل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل میں نیت کرے کہ وہ فلاں آدمی یا اپنے بھائی یا فلاں بن فلاں کی طرف سے حج کر رہا ہے۔ زبان سے یہ کہنا مستحب ہے کہ: اللھم لبیک حجاً عن فلان۔ یا لبیک عمرۃ عن فلان۔ تاکہ جو کچھ دل میں ہے، اس کی تاکید الفاظ کے ذریعے ہو جائے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کا تلبیہ زبان سے ادا کیا تھا، اور صحابہ کرام نے بھی زبان سے ادا کیا تھا، جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعلیم دی تھی، اور خود بھی بلند آواز سے ادا کیا تھا۔

اس لیے یہی سنت ہے۔ اور اگر کوئی شخص زبان سے نہیں کہتا تو صرف نیت کافی ہوگی۔ حج کے اعمال ویسے ہی پورے کرے گا جیسا کہ اپنی طرف سے حج کرنے کی صورت میں کرتا۔ تلبیہ کہے گا اور بار بار کہے گا، بغیر کسی کا نام لیے ہوئے، جیسا کہ اپنی طرف سے حج کرنے کی صورت میں تلبیہ کہتا۔ لیکن اگر ابتدائے تلبیہ میں اس آدمی کا تعین کردے جس کی طرف سے حج کر رہا ہے، تو بہتر ہے۔ اس کے بعد عام حج اور عمرہ کرنے والے کی طرح تلبیہ کہتا رہے گا، جس کے الفاظ یہ ہیں، لبیک اللھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک انّ الحمد والنعمتہ لک والملک لاشریک لک لبیک اللھم لبیک لبیک الٰہ الحق لبیک۔ مقصد یہ ہے کہ بغیر کسی کا نام لیے عام تلبیہ کہتا رہے گا۔

سوال ۔۸  اگر کوئی آدمی کسی کام سے یا ڈیوٹی پر مکہ مکرمہ آیا، اور حج کا وقت آگیا، تو کیا وہ اپنی جائے اقامت سے حج کی نیت کرے گا، یا حرم سے باہر نکل کر، نیت کر کے واپس آجائے گا؟

جواب ۔ اگر کوئی آدمی مکہ مکرمہ آئے ۔ اور حج یا عمرہ کی نیت نہ کرے، بلکہ کسی دوسری ضرورت سے آئے، مثال کے طور پر، کسی رشتہ دار سے ملنے یا کسی مریض کی عیادت کے لیے آئے، یا تجارت کی غرض سے آئے پھر اس کے دل میں حج کا خیال آئے ۔ تو اپنی جائے اقامت سے ہی حج کی نیت کرے، چاہے مکہ مکرمہ میں ہو یا اطراف مکہ میں ۔ اگر عمرہ کی نیت کرے تو حرم سے نکل کر تنعیم، جعرانہ، یا کسی اور جگہ جانا ہوگا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے عمرہ کی نیت کرنے کا حکم دیا اور ان کے بھائی عبدالرحمن کو حکم دیا کہ ان کو حرم سے باہر تنعیم یا کسی اور جگہ لے جائیں۔

سوال۔۹ احرام کے لیے دو رکعت نماز پڑھنی شرط ہے یا نہیں؟

جواب۔ شرط نہیں۔ بلکہ استحباب میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور کی رائے ہے کہ دو رکعت نماز پڑھنی سنت ہے۔ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے گا، اور تلبیہ کہے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ظہر کی نماز کے بعد احرام کی نیت کی اور فرمایا کہ (میرے پاس میرے رب کا پیغامبر آیا اور کہا کہ اس مبارک وادی

میں نماز پڑھیے اور کہیے کہ حج کے ساتھ عمرہ کی بھی نیت کرتا ہوں۔)

دوسرے گروہ کی رائے ہے کہ اس بارے میں کوئی نص موجود نہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے پاس میرے رب کا پیغامبر آیا اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیے، اس سے مراد فرض نماز ہو سکتی ہے۔ اور احرام کی دو رکعتوں کے لیے اسے نص نہیں مانا جا سکتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض نماز کے بعد احرام باندھنا احرام کے لیے دو رکعتوں کی مشروعیت کی دلیل نہیں بن سکتی۔ بلکہ دلیل صرف اس امر کی ہے کہ اگر ممکن ہو تو عمرہ اور حج کا احرام نماز کے بعد باندھنا افضل ہے۔

سوال ۔۱۰ اگر حالت احرام میں یا نماز کے لیے جاتے ہوئے، مذی یا پیشاب کے قطرے ٹپک جائیں، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ۔ ایسی صورت میں ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو وضو کرے ۔ لیکن وضو سے پہلے پیشاب یا مذی سے طہارت حاصل کرنے کے لیے استنجاء کرے ۔ مذی کی صورت میں آلہ تناسل اور دونوں فوطوں کو دھونا ضروری ہے ۔ پیشاب کی صورت میں آلہ تناسل کا وہی حصہ دھونا ہوگا جہاں پیشاب لگا ہو ۔ اس کے بعد اگر نماز کا وقت ہو تو وضو کرے ۔ اور اگر ابھی نماز کا وقت نہیں ہوا ہے تو وضو کو نماز کے وقت تک مؤخر بھی کر سکتا ہے ۔ لیکن یہ سب کچھ صرف وسوسہ نہیں یقین کی بنیاد پر ہونا چاہیے ۔ وسوسہ میں نہیں پڑنا چاہیے ۔ کیونکہ بعض لوگوں کو صرف

وہم ہو جاتا ہے کہ کوئی چیز خارج ہوئی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اس لیے وسوسہ کا عادی نہیں بننا چاہیے۔ اور اگر وسوسہ کا خطرہ ہو تو وضو کے بعد اپنی شرمگاہ کے ارد گرد پانی چھڑک لے، تاکہ اگر کہیں وسوسہ ہو بھی تو ذہن میں یہ بات آئے کہ یہ تو پانی کے قطرے ہیں۔ ایسا کرنے سے وسوسہ کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

سوال ۔۱۱ کیا احرام کا کپڑا دھونے کے لیے بدلنا جائز ہے؟

جواب۔ احرام کا کپڑا دھونا، اور اس کے بدلے میں دوسرے دھلے ہوئے یا نئے کپڑے پہننا جائز ہے۔

## سوال-۱۲ نیت اور تلبیہ سے قبل احرام کے کپڑوں پر خوشبو لگانا کیسا ہے؟

جواب- احرام کے کپڑوں پر خوشبو نہیں لگانا چاہیے- سنت یہ ہے کہ آدمی اپنے بدن میں خوشبو لگائے- سر، داڑھی اور دونوں بغلوں میں لگائے- احرام کی نیت کرتے وقت احرام کے کپڑوں میں خوشبو نہ لگائے- جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس میں زعفران یا دوسری خوشبو لگی ہو- اس لیے اگر کسی نے اپنے احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگالی تو اسے چاہیے کہ اسے دھوڈالے یا دوسرے کپڑے پہنے-

سوال ۔۱۳ اگر کوئی شخص آٹھویں تاریخ سے پہلے ہی منیٰ میں موجود ہو، تو کیا وہ مکہ مکرمہ آکر احرام کی نیت کرے گا، یا منیٰ سے ہی نیت کرے گا؟

جواب ۔ جو شخص آٹھویں تاریخ کو منیٰ میں موجود ہو گا، وہ وہیں سے احرام کی نیت کرے گا، اور تلبیہ کہنا شروع کردے گا۔ مکہ مکرمہ آنے کی ضرورت نہیں ۔

سوال ۔۱۴ کیا حج تمتع کا وقت مقرر ہے، اور کیا حج تمتع کرنے والا آٹھویں تاریخ سے قبل حج کی نیت کر سکتا ہے؟

جواب۔ ہاں! حج تمتع کا وقت مقرر ہے۔ شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کا پہلا عشرہ یہی حج کے مہینے ہیں۔ اس لیے شوال سے قبل یا عیدالاضحیٰ کی رات کے بعد حج تمتع کی نیت نہیں کی جا سکتی۔ لیکن افضل یہی ہے کہ صرف عمرہ کی نیت کرے، اور اس سے فراغت کے بعد صرف حج کی نیت کرے۔ یہی صحیح حج تمتع ہے۔ اور اگر کسی نے حج و عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کر لی، تو اسے متمتع بھی کہا جائے گا، اور قارن بھی۔ اور دونوں حالتوں میں اسے قربانی کرنی ہوگی۔ ایک بکرا، یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس نے حج تمتع (حج اور عمرہ) کی نیت کی، اسے جو جانور میسر آئے، اس کی قربانی کرے۔ اگر قربانی کی قدرت نہیں رکھتا تو دس روزے رکھے، تین دن ایام حج میں اور سات دن اپنے وطن میں۔ حج تمتع میں عمرہ

اور حج کے درمیان مدت کی کوئی تحدید نہیں۔ اگر کسی نے عمرہ شوال کے اوّل ایام میں کیا، تو عمرہ اور (آٹھویں ذی الحجہ کو) حج کے درمیان مدت طویل ہوگی اس لیے افضل یہی ہے کہ آٹھویں ذی الحجہ کو ہی حج کی نیت کرے، جیساکہ صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کیا تھا۔ صحابہ کرام جب مکہ مکرمہ پہنچے، تو ان میں سے بعض مفرد تھے اور بعض قارن۔ آپ نے سب کو حکم دیاکہ عمرہ کے بعد احرام کھول دیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو قربانی کا جانور ساتھ لائے تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے طواف اور سعی کیا، اور بال کٹوا کر حلال ہو کر متمتع بن گئے۔ اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو آپ نے ان سب کو اپنی اقامت گاہوں سے حج کی نیت کرنے کا حکم دیا، اس لیے افضل یہی ہے لیکن اگر کوئی شخص شروع ذی الحجہ یا اس سے پہلے ہی حج کی نیت کر لیتا ہے تو بھی صحیح ہوگا۔

سوال-۱۵ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو بغیر احرام باندھے میقات سے آگے بڑھ جائے، چاہے حج یا عمرہ کے لیے جا رہا ہو یا کسی اور کام سے؟

جواب۔ جو شخص حج اور عمرہ کے لیے جا رہا ہو اور میقات سے آگے بڑھ جائے، اسے واپس آکر میقات سے احرام باندھنا ضروری ہے۔اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں گے، اہل شام جحفہ سے، اہل نجد قرن منازل سے، اور اہل یمن یلملم سے صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کا میقات ذوالحلیفہ کو قرار دیا، اہل شام کا جحفہ، اہل نجد کا قرن منازل، اور اہل یمن کا یلملم، اور

کہا کہ یہ جگہیں مذکورہ بالا علاقہ والوں کے لیے میقات ہیں، اور ان لوگوں کے لیے بھی جو وہاں سے گذریں، اور حج یا عمرہ کا ارادہ رکھیں۔

اس لیے اگر حج یا عمرہ کا ارادہ ہو، تو میقات سے احرام باندھنا ضروری ہے۔ اگر مدینہ منورہ کی طرف سے آ رہا ہو تو ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا ہوگا۔ اگر شام، مصر یا کسی اور مغرب کی جانب واقع ملک سے آرہا ہو تو جحفہ سے، جسے آج کل رابغ کہتے ہیں۔ اگر یمن کی طرف سے آرہا ہو تو یلملم سے۔ اور اگر نجد یا طائف سے آرہا ہو تو وادی قرن سے احرام باندھنا ہوگا، جسے آج کل "سیل" اور بعض لوگ وادیٔ محرم بھی کہتے ہیں۔ چاہے تو صرف حج کا احرام باندھے، اور چاہے تو صرف عمرہ کا، یا دونوں ہی کی نیت کرے۔ اگر حج کا مہینہ ہے، پھر حج کے وقت، حج کا احرام باندھے۔ حج کے مہینوں کے علاوہ ایام میں، مثلاً رمضان یا شعبان میں صرف عمرہ کی نیت کرے۔ اگر مکہ مکرمہ کسی

اور ضرورت سے آنا ہوا ہے، حج یا عمرہ کے لیے نہیں، مثال کے طور پر تجارتی غرض سے، یا کسی عزیز یا دوست کی زیارت کے لیے، تو صحیح اور راجح حکم یہی ہے کہ ایسے آدمی کے لیے احرام باندھنا ضروری نہیں، بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ موقع سے فائدہ اٹھائے اور عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لے۔

سوال ۔۱۶ اگر محرم کو یہ ڈر ہو کہ وہ کسی بیماری یا خوف کی وجہ سے حج یا عمرہ ادا نہیں کر پائے گا۔ تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب ۔ ایسا شخص احرام کے وقت یہ کہے کہ (اگر مجھے کسی جگہ کوئی مانع پیش آگیا تو میرا احرام وہیں کھل

جائے گا) سنت یہی ہے کہ اگر مانع پیش آنے کا ڈر ہو تو شرط لگا دے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب نے آپ سے کسی مرض کا شکوہ کیا تو آپ نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔

سوال ۔۱۷ کیا عورت کسی بھی لباس میں احرام باندھ سکتی ہے؟

جواب۔ ہاں! عورت جس لباس میں چاہے احرام باندھے، عورت کے لئے احرام کا کوئی مخصوص لباس نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ اس کے احرام کے کپڑے ایسے سادہ ہوں جو کسی فتنہ کا باعث نہ بنیں۔ اگر خوبصورت کپڑوں میں احرام کی نیت کرتی ہے تو جائز ہے، لیکن افضل نہیں۔

مرد کے لئے افضل یہ ہے کہ دو سفید کپڑوں (تہبند اور چادر) میں احرام باندھے۔ اگر سفید نہ ہوں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے طواف میں ہرے رنگ کی چادر استعمال کی۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے سیاہ عمامہ استعمال کیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ سفید کے علاوہ دوسرے رنگ کے کپڑے بھی احرام میں استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

سوال ۔۱۸ ہوائی جہاز سے آنے والا آدمی حج یا عمرہ کی نیت کب کریگا؟

جواب۔ ہوائی یا سمندری راستہ سے آنے والا خشکی کے راستہ سے سفر کرنے والے کی طرح، جب میقات کے سامنے پہنچے تو احرام باندھ لے۔ یا ہوائی یا

سمندری جہاز کی سرعت کا لحاظ کرتے ہوئے بطور احتیاط میقات آنے سے کچھ قبل۔

سوال ۔۱۹ جس آدمی کا گھر میقات کے بعد ہو۔ وہ کہاں سے احرام باندھیگا؟

جواب۔ ایسا آدمی اپنی جائے رہائش سے احرام باندھے گا۔ ام السلم اور بحرہ کے رہنے والے لوگ اپنی اپنی جگہوں سے احرام باندھیں گے۔ جدہ والے اپنی جگہ سے احرام باندھیں گے۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص میقات کے اندر مقیم ہو اپنی جگہ سے احرام باندھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس سے احرام باندھے۔ اہل مکہ، مکہ سے احرام باندھیں۔

سوال۔۲۰ آٹھویں ذی الحجہ کو حاجی کہاں سے احرام باندھے گا؟

جواب۔ اپنی اقامت گاہ سے جیسا کہ صحابہؓ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حجۃ الوداع میں اپنی قیام گاہ (ابطح) سے احرام باندھا تھا۔ تو جو مکہ مکرمہ میں ہوں اپنے گھر سے احرام باندھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سابقہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول (جو شخص میقات کے اندر ہو وہ اپنے گھر والوں کے پاس سے احرام باندھے، یہاں تک کہ اہل مکہ اپنے گھروں سے احرام باندھیں) یہی بتا رہا ہے۔ اور یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

سوال ۔۲۱ اگر کوئی شخص کسی ملک سے حج کی نیت سے آرہا ہو اور احرام کی نیت کیے بغیر جدہ ائیرپورٹ پر اتر جائے، اور پھر جدہ سے احرام باندھے تو ایسے آدمی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب۔ ایسا آدمی اگر شام یا مصر سے آرہا ہو تو اسے رابغ جاکر احرام باندھ کر آنا چاہیے، جدہ سے احرام باندھنا صحیح نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی نجد سے آرہا ہو تو اسے وادیٔ قرن (سیل) سے احرام باندھ کر آنا چاہیے۔ اگر جدہ سے احرام باندھ لے تو اسے مکہ مکرمہ میں ایک بکری ذبح کر کے یا گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ فقیروں میں تقسیم کر دینا چاہیئے۔ تاکہ حج یا عمرہ میں جو نقص واقع ہوا ہے وہ پورا ہو جائے۔

سوال ۔۲۲ اگر کوئی شخص حجِ اِفراد کی نیت کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو، اس کے بعد اپنی نیت کو حج تمتع میں بدل دے، اور عمرہ کر کے حلال ہوجائے، تو اسے کیا کرنا چاہیئے؟ اور ایسا آدمی حج کی نیت کب اور کہاں سے کرے؟

جواب ۔ جو شخص حج افراد یا حج قران کی نیت کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو، اس کے لئے افضل یہی ہے کہ اپنی نیت کو عمرہ کی نیت میں بدل دے ۔ صحابہ کرام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لئے آئے، تو ان میں سے بعض قارن تھے اور بعض مفرد، اور ان کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ صرف عمرہ کر کے حلال ہوجائیں ۔ چنانچہ وہ لوگ طواف، سعی اور بال کٹوانے

کے بعد حلال ہوگئے۔ ہاں! جو شخص قربانی کا جانور ساتھ لائے اسے احرام نہ کھولنا چاہیے، یہاں تک کہ حج اور عمرہ دونوں سے فارغ ہوجائے اگر قارن ہے، اور اگر مفرد ہے تو عید کے دن حج کے اعمال سے فراغت کے بعد۔

مقصد یہ ہے کے جو شخص مکہ مکرمہ صرف حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے آئے اور اس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو، اس کے لئے مسنون یہی ہے کہ اپنی نیت کو صرف عمرہ کی نیت میں بدل دے اور طواف، سعی اور بال کٹوانے کے بعد حلال ہوجائے۔اور جب حج کا وقت آئے تو حج کا احرام باندھے۔اس طرح وہ آدمی متمتع ہوجائے گا اور اس پر دم تمتع واجب ہوگا۔

سوال ۔۲۳ ایک شخص نے حج تمتع کی نیت کی۔ لیکن میقات کے بعد رائے بدل دی، اور حج افراد کا تلبیہ پڑھنے لگا، تو کیا اس پر دم واجب ہوگا؟

جواب ۔ اگر اس شخص نے میقات پر پہنچنے سے قبل تمتع کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن میقات پر اپنی رائے بدل دی اور صرف حج کا احرام باندھا۔ تو کوئی حرج نہیں، اور نہ ہی اس پر دم واجب ہے۔ ہاں اگر اس نے میقات پر یا میقات سے قبل عمرہ اور حج کا تلبیہ کہا، اور بعد میں چاہا کہ اپنی نیت کو صرف حج میں بدل دے تو ایسا کرنا صحیح نہیں۔ البتہ صرف عمرہ کی نیت میں بدل سکتا ہے۔اس لئے کہ حج قران حج افراد میں نہیں بدل سکتا، عمرہ میں بدل سکتا ہے اس لئے کہ اس میں مسلمانوں کے لیے سہولت ہے اور رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اسی کا حکم دیا تھا۔ اس لیے اگر کوئی شخص میقات سے عمرہ و حج دونوں کی نیت کرتا ہے تو پھر بعد میں حج افراد میں نہیں بدل سکتا، صرف عمرہ میں بدل سکتا ہے۔ بلکہ یہی افضل ہے، تاکہ طواف، سعی اور بال کٹوانے کے بعد حلال ہوجائے۔ اور پھر آٹھویں تاریخ کو حج کا تلبیہ کہے، تاکہ اس کا حج حج تمتع ہو جائے۔

سوال ۔۴۴ ایک شخص نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا، اور مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد اس کا زاد سفر کھو گیا۔ اور قربانی کرنے کی استطاعت نہ رہی، اس لیے اپنی نیت کو حج افراد کی نیت میں بدل دیا، تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ اور اگر حج کسی اور کی طرف سے کر رہا تھا، اور شرط یہ تھی کہ حج تمتع کرے گا۔ تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب۔ اس کے لئے ایسا کرنا صحیح نہیں، چاہے زاد راہ کھو گیا ہو۔ اگر قربانی نہیں کرسکتا تو دس روزے رکھے گا۔ تین دن ایام حج میں، اور سات دن وطن واپسی کے بعد، اس کے لیے ضروری ہے کہ شرط پوری کرے۔ پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور طواف، سعی اور بال کٹوانے کے بعد حلال ہوجائے۔ پھر آٹھ تاریخ کو حج کا تلبیہ کہے، اور قربانی کرے، اور عدم استطاعت کی صورت میں دس دن کے روزے رکھے، تین دن ایام حج میں، یوم عرفہ سے قبل، اور سات دن وطن واپسی کے بعد۔ اس لیے کے عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں افطار کرنا ہی افضل ہے۔ آپ نے وقوف عرفہ حالت افطار میں کیا تھا۔

سوال ۔۲۵ ایک شخص نے حج قران کی نیت کی، اور عمرہ کے بعد احرام کھول دیا۔ تو کیا اس کا حج حج تمتع ہو جائے گا؟

جواب۔ ہاں! اگر حج قران کی نیت کرنے والا طواف، سعی اور بال کٹوانے کے بعد عمرہ کی نیت سے احرام کھول دیتا ہے تو وہ متمتع ہو جائے گا، اور اسے قربانی کرنی ہوگی۔

سوال ۔۲۶ تارک نماز کے حج کے بارے میں کیا حکم ہے۔ چاہے قصداً نماز نہ پڑھتا ہو یا سستی کی وجہ سے اور کیا اس کا حج، فرض حج کی ادائیگی کے لئے کافی ہوگا؟

جواب۔ اگر تارک نماز، نماز کے وجوب کا منکر ہے، تو باجماع امت کافر ہے، اور اس کا حج صحیح نہیں ہوگا اور اگر سستی اور کاہلی کی وجہ سے نہیں پڑھتا، تو علمائے امت کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کا حج صحیح ہے اور بعض کے نزدیک صحیح نہیں، صحیح رائے یہی ہے کہ اس کا حج صحیح نہیں، اس لیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (ہمارے اور کافروں کے درمیان وجہ امتیاز نماز ہے اس لئے جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا) اور یہ بھی فرمایا (کہ آدمی اور کفر و شرک کے درمیان حد فاصل نماز ہے) اور یہ حکم عام ہے، چاہے نماز کے وجوب کا منکر ہو یا سستی کی وجہ سے نہ پڑھتا ہو۔

سوال ۔۲۷ کیا عورت ایام حج میں مانع حیض گولیاں استعمال کر سکتی ہے؟

جواب۔ اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے اس میں فائدہ اور مصلحت ہے، تاکہ لوگوں کے ساتھ طواف کرسکے، اور یہ کہ رفقائے سفر تعطل میں نہ پڑ جائیں۔

سوال ۔۲۸ اگر عورت کو حالت احرام میں حیض یا نفاس آجائے تو کیا وہ طواف کر سکتی ہے؟ اگر نہیں تو اسے کیا کرنا ہوگا۔ اور کیا اس کے لئے طواف وداع ہے؟

جواب۔ حیض یا نفاس والی عورت طہارت کا انتظار کرے گی۔ پاک ہونے کے بعد طواف، سعی کرے گی اور بال کٹوا کر عمرہ پورا کر لے گی۔ اور اگر عمرہ کے بعد یا، آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنے کے بعد، حیض یا نفاس آجائے تو حج کے تمام اعمال ادا

کرے گی۔ وقوف عرفہ و مزدلفہ، کنکریاں مارنا تلبیہ و ذکر الٰہی سب کچھ کرے گی، اور پاک ہوجانے کے بعد حج کا طواف اور سعی کرے گی۔ اور اگر حج کے طواف و سعی کے بعد حیض یا نفاس آئے، تو طواف وداع ساقط ہوجائے گا اس لئے کہ حائضہ اور نفاس والی عورت پر طواف وداع نہیں ہے۔

سوال۔۲۹ کیا طواف کی دو رکعتیں مقام ابراھیم کے پیچھے ہر طواف کے بعد ضروری ہیں اور اگر کوئی بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب۔ مقام ابراھیم کے پیچھے ہی ضروری نہیں۔حرم میں کسی جگہ بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر کوئی آدمی بھول جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس لئے کہ یہ دو رکعتیں سنت ہیں واجب نہیں۔

سوال ۔۳۰ اگر کسی نے طواف افاضہ طواف وداع تک مؤخر کردیا، اور دونوں کی نیت سے ایک طواف کرلیا، تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور کیا طواف افاضہ رات میں کرنا صحیح ہے؟

جواب۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر اعمال حج کی ادائیگی کے بعد سفر کے وقت طواف کرنا ہے، تو طواف افاضہ ہی طواف وداع کے لئے کافی ہوگا۔ چاہے طواف وداع کی نیت کرے یا نہ کرے۔ مقصد یہ ہے کہ سفر کے وقت طواف افاضہ طواف وداع کے لیے کافی ہوگا۔

اگر دونوں طوافوں کی بہ یک وقت نیت کر لے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ طواف افاضہ اور طواف وداع دونوں ہی، رات اور دن میں کسی وقت کر سکتے ہیں۔

سوال ۔۳۱ اگر طواف یا سعی پوری کرنے سے قبل نماز کے لیے اقامت ہو جائے تو حاجی یا عمرہ کرنے والوں کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب۔ پہلے نماز پڑھے، اس کے بعد طواف یا سعی کو جس جگہ چھوڑا ہے، وہاں سے پورا کرے۔

سوال ۔۳۲ کیا طواف اور سعی کے لیے طہارت (وضو) ضروری ہے؟

جواب۔ صرف طواف کے لیے طہارت (وضو) ضروری ہے۔ سعی کے لیے بھی طہارت افضل ہے۔ اور اگر بغیر طہارت (وضو) کے کرے تو بھی جائز ہے۔

سوال ۔۳۲ کیا عمرہ میں طواف وداع واجب ہے؟ اور کیا طواف کے بعد مکہ مکرمہ سے کوئی چیز خریدنی جائز ہے؟

جواب ۔ عمرہ میں طواف وداع واجب نہیں، البتہ افضل ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص بغیر وداع کیے روانہ ہو جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن حج میں طواف وداع واجب ہے، جیساکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک روانہ نہ ہو جب تک کہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کر لے) اس کے مخاطب حُجّاج تھے۔
طواف وداع کے بعد کوئی بھی چیز خرید سکتا ہے، یہاں تک کہ کوئی تجارتی سامان بھی خرید سکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ مدت لمبی نہ ہو۔ اگر مدت لمبی ہو جائے تو دوبارہ طواف کرنا ہوگا۔ اگر عُرف عام میں

مدت لمبی نہیں ہوئی ہے تو طواف کا اعادہ نہیں کرے گا۔

سوال ۔۴۴ کیا حج یا عمرہ میں طواف سے قبل سعی کرنی جائز ہے؟

جواب۔ سنت یہی ہے کہ پہلے طواف اور پھر سعی کرے۔ اگر کسی نے نادانستہ طواف سے قبل سعی کرلی تو کوئی حرج نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا اور کہا کہ میں نے طواف سے قبل سعی کرلی ہے، تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ اگر کوئی شخص سعی پہلے کرلے تو صحیح ہے۔ لیکن سنت یہی ہے کہ حج اور عمرہ دونوں میں پہلے طواف کرے اور پھر سعی۔

سوال ۔۳۵ سعی کی کیا صورت ہے، کہاں سے شروع کرے گا، اور اس کے کتنے چکر ہیں؟

جواب۔ سعی جبل صفا سے شروع کرے گا، اور مروہ پر ختم کرے گا، اس کے سات چکر ہیں۔ صفا سے ابتداء ہوگی اور مروہ پر اختتام ہوگا۔ ذکر الٰہی اور تسبیح اور دعا میں مشغول رہے، اور صفا و مروہ پر ہر بار قبلہ رُخ ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ ذکر و دعا اور تکبیر کہے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔

سوال ۔۳۶ حج اور عمرہ میں بال منڈانا افضل ہے یا کٹوانا؟ اور کیا بالوں کے بعض حصہ کا کٹوانا کافی ہے؟

جواب۔ حج اور عمرہ دونوں ہی میں بال منڈانا افضل ہے۔ اس لیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منڈانے والوں کے لیے تین مرتبہ مغفرت و رحمت کی دعا فرمائی، جبکہ بال کٹانے والوں کے لیے صرف ایک بار۔ اس لیے بال منڈانا ہی افضل ہے۔ لیکن اگر عمرہ، اعمال حج شروع ہونے کے کچھ ہی قبل کرے تو افضل بال کٹوانا ہے، تاکہ حج میں بال منڈا سکے، اس لیے کہ حج عمرہ سے بہتر ہے، تو بہتر کام بہتر وقت میں کرنا چاہیے۔ اگر عمرہ ایام حج کے بہت پہلے کرے مثال کے طور پر ماہ شوال میں، تو سر کے بال بڑھ سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں عمرہ میں بال منڈا لے، تاکہ افضلیت کو پا سکے۔

بالوں کے بعض حصے کا منڈانا یا کٹانا علماء کے صحیح قول کے مطابق کافی نہیں۔ بلکہ واجب یہی ہے کہ پورے سر کے بال کٹائے یا منڈائے۔ اور بہتر یہ

ہے کہ دونوں ہی صورتوں میں دائیں طرف سے ابتداء کرے۔

سوال ۔۳۷ حاجی عرفہ کب جائے گا، اور کب واپس ہوگا؟

جواب۔ نویں تاریخ کو طلوع آفتاب کے بعد عرفہ کے لیے روانگی ہوگی۔ وہاں ظہر اور عصر کی نمازیں دو دو رکعتیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ظہر کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی اتباع کرتے ہوئے پڑھے، اور غروب آفتاب تک ذکر و دعا، تلاوت قرآن اور تلبیہ میں مشغول رہے، اور کثرت کے ساتھ مندرجہ ذیل اذکار کا ورد کرتا رہے: لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد، وھو علی کل شئی قدیر۔ وسبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ، ولا حول ولا قوۃ الاّ باللہ۔

دعا کے وقت قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھائے، اللہ کی حمد بیان کرے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ میدان عرفات میں کسی جگہ بھی قیام صحیح ہے۔ غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کے لیے سکون و وقار کے ساتھ، کثرت سے تلبیہ کہتا ہوا روانہ ہو۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب کی نماز کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کرے۔

سوال ۔۳۸ مزدلفہ میں قیام اور رات گذارنے کا کیا حکم ہے؟ اور اس قیام کی مدت کیا ہے۔ حجاج کرام کی وہاں سے واپسی کب شروع ہوگی؟

جواب۔ صحیح رائے یہ ہے کہ مزدلفہ میں رات گذارنی واجب ہے۔ بعض نے اسے رکن بتایا ہے،

اور بعض نے مستحب لیکن صحیح رائے یہی ہے کہ واجب ہے۔ اور جو وہاں رات نہ گذارے وہ قربانی کرے۔ اور سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز اور پو پھٹنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ نہ ہو وہاں سے منیٰ تلبیہ کہتا ہوا روانہ ہو۔ فجر کی نماز کے بعد اللہ کا ذکر کرے، اور دعائیں مانگے، اور پو پھٹنے کے بعد تلبیہ کہتا ہوا منیٰ کی طرف روانہ ہو جائے۔

کمزور عورتوں، مردوں اور بوڑھوں کے لیے مزدلفہ سے آدھی رات کے بعد روانگی جائز ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو یہ اجازت دی ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے طاقت والوں کے لیے سنت یہ ہے کہ مزدلفہ میں قیام کریں، فجر کی نماز ادا کریں، اور نماز فجر کے بعد اللہ تعالی کا خوب ذکر کریں، پھر طلوع آفتاب سے قبل روانہ ہوجائیں۔

مزدلفہ میں دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر قبلہ رُخ ہو کر

دعا کرنا سنت ہے، جیسا کہ عرفہ میں کیا تھا۔ مزدلفہ کا پورا میدان قیام کی جگہ ہے۔

سوال -۳۹ ایام تشریق (ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ، اور تیرہ تاریخیں) میں منیٰ کے باہر رات گذارنے کا کیا حکم ہے، چاہے تو قصداً ایسا کرے یا منیٰ میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے؟ منیٰ سے واپسی کب ہوتی ہے؟

جواب۔ صحیح قول یہ ہے کہ گیارہ اور بارہ کی راتیں منیٰ میں گذارنی واجب ہے۔ اہل تحقیق علماء کرام نے اس رائے کو ترجیح دی ہے۔ اور یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کے لیے ہے۔ اگر منیٰ میں جگہ نہ ملے تو وجوب ساقط ہو جاتا ہے، اور کوئی جرمانہ عائد نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی شخص بغیر عذر منیٰ میں رات نہ گذارے تو اس پر دم واجب ہوگا۔ بارھویں

تاریخ کو زوال کے بعد کنکریاں مارنے کے بعد حاجی منیٰ سے روانہ ہو سکتا ہے۔ لیکن تیرہویں تاریخ کی کنکریاں مارنے کے لیے منیٰ میں رک جانا افضل ہے۔

سوال ۔۴۰ قربانی کے دن حاجی کے لیے کون سا کام افضل ہے، اور کیا تقدیم و تاخیر جائز ہے؟

جواب۔ سنت یہ ہے کہ قربانی کے دن جمرۃ العقبہ کو کنکریاں مارے، جو مکہ مکرمہ کی جانب ہے۔ سات الگ الگ کنکریاں مارے۔ ہر کنکری کو مارتے وقت تکبیر کہے، اور اگر اس کے پاس جانور ہے تو قربانی کرے، پھر سر کے بال منڈائے یا کٹائے۔ منڈانا افضل ہے۔ پھر طواف کرے اور سعی

بھی، اگر اس کے ذمہ سعی باقی ہے۔ یہی افضل ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔ پہلے کنکریاں ماریں، پھر قربانی کی، اس کے بعد بال منڈائے، پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور طواف کیا۔ یہی ترتیب افضل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کام کو آگے پیچھے کر دیتا ہے، تو کوئی حرج نہیں۔ اگر رمی سے قبل قربانی، یا رمی سے قبل طواف افاضہ، یا رمی سے پہلے بال منڈا لے، یا قربانی سے پہلے بال منڈا لے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی کام کو آگے پیچھے کر دے تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں۔

سوال ۔۱۴ مریض، عورت اور بچے کی طرف سے کنکریاں مارنے کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ مریض اور عاجز عورت (مثال کے طور پر حاملہ، بھاری بدن والی اور کمزور عورت جو کنکریاں نہیں مار سکتی) کی طرف سے کنکریاں مارنا جائز ہے۔ طاقتور عورت اپنی کنکریاں خود مارے، اور اگر دن میں زوال کے بعد نہ مار سکے تو رات میں مارے۔ جو شخص عید کے دن کنکریاں نہ مار سکے، وہ گیارہ کی رات کو مارے، اور جو گیارہ کے دن میں نہ مار سکے وہ بارہ کی رات کو مارے، اور جو بارہ کے دن میں نہ مار سکے، یا زوال کے بعد نہ مار سکے وہ تیرہ کی رات میں مارے۔ طلوع فجر کے ساتھ رمی کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن گیارہ، بارہ اور تیرہ کو، دن کے وقت، صرف زوال کے بعد ہی کنکریاں ماری جائیں گی۔

سوال۔۴۲ کیا بغیر عذر ایام تشریق کے کنکریاں رات میں مارنی جائز ہیں؟ اور اگر

کوئی مرد، عورتوں اور کمزوروں کے ساتھ دسویں تاریخ کی رات کو مزدلفہ سے آدھی رات کے بعد روانہ ہو جائے، تو کیا وہ جمرۃ العقبہ کو ان عورتوں اور کمزور لوگوں کے ساتھ کنکریاں مار سکتا ہے؟

جواب۔ صحیح قول یہی ہے کہ غروب آفتاب کے بعد کنکریاں مارنا جائز ہے۔ لیکن سنت یہ ہے کہ زوال کے بعد اور غروب سے قبل کنکریاں مارے۔ بصورت آسانی یہی افضل ہے، وگرنہ غروب آفتاب کے بعد کنکریاں مارے۔

جو کوئی کمزور لوگوں اور عورتوں کے ساتھ مزدلفہ روانہ ہو جائے۔ اس کا حکم انہی لوگوں کا حکم ہے۔ اس لیے جو طاقتور افراد (محرم مرد، ڈرائیور، اور دوسرے

طاقتور لوگ) عورتوں کے ساتھ ہوں گے، وہ بھی رات کے آخری پہر کنکریاں مار سکتے ہیں۔

سوال ۔۴۳ حاجی کنکریاں مارنا کب شروع کرے گا؟ اور کیسے مارے گا۔ کنکریوں کی تعداد کیا ہوگی؟ کس جمرہ سے کنکری مارنے کی ابتداء کرے گا، اور کہاں انتہاء ہوگی؟

جواب۔ بقر عید کے دن، پہلے جمرہ کو کنکریاں مارے، یعنی اس جمرہ کو جو مکہ مکرمہ سے قریب ہے، اور جسے جمرہ العقبہ کہا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص یوم قربانی کی رات کو ہی کنکریاں مار لے تو صحیح ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ صبح آفتاب نکلنے کے بعد مارے۔ غروب آفتاب تک کنکریاں ماری

جائیں گی۔ اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے غروب آفتاب سے قبل نہ مار سکے تو رات کو مارے۔ کنکریاں یکے بعد دیگرے مارے۔ اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے۔ ایام تشریق میں زوال آفتاب کے بعد کنکریاں مارے۔ پہلے مسجد خیف کے قریب والے جمرۃ کو سات کنکریاں مارے، ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے۔ پھر بیچ والے جمرہ کو سات کنکریاں مارے، پھر آخری جمرہ کو۔ گیارہ اور بارہ دونوں دن ایسا کرے۔ اور اگر کوئی شخص بارہ کو منیٰ سے واپس نہیں جانا چاہتا، تو تیرہ کو بھی اسی طرح کنکریاں مارے۔ سنت یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے جمرہ کے نزدیک ٹھہرے۔ پہلے جمرہ کی رمی کے بعد قبلہ رُخ ہو کر کھڑا ہو، اس طرح کہ جمرہ اس کے بائیں جانب ہو، اور دیر تک اللہ سے دعا کرے۔ گیارہ اور بارہ دونوں دن ایسا کرے، اور تیرہ کو، اگر کنکری مارنے

کے لیے منیٰ میں رک گیا ہے تو آخری جمرہ (جو مکہ مکرمہ کے قریب ہے) کو کنکریاں مارے، لیکن اس کے نزدیک نہ ٹھہرے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری جمرہ کی رمی کے بعد نہ ٹھہرے تھے۔

سوال۔۴۴ اگر کسی شخص کو یہ شک ہو جائے کہ شاید اس کی بعض کنکریاں حوض میں نہیں گری ہیں، تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب۔ ایسے آدمی کو اپنی رمی کی تکمیل کرنی چاہیے۔ زمین سے کنکریاں اٹھا کر رمی پوری کرے۔

سوال۔۴۵ کیا جمرات کے آس پاس سے کنکریاں لے کر رمی کرنی جائز ہے؟

جواب۔ ہاں، جائز ہے۔ اس لیے کہ قرین قیاس یہی ہے کہ ان کنکریوں سے رمی نہیں کی گئی ہے۔ البتہ جو کنکریاں حوض میں ہیں، ان سے رمی کرنی صحیح نہیں۔

وصلی اللہ وسلّم علی نبیّنا محمد۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
الطائف۔ ذی القعدہ ۱۴۰۷ھ

# فتاوى مهمة

## تتعلق

# بأحكام الحج والعمرة

تأليف سماحة الشيخ

عبد العزيز بن عبد الله بن باز

باللغة الأوردية

طبع على نفقة بعض المحسنين

وقف لله تعالى

١٤١٢ هـ